آیت ۱۳۳

﴿اَمۡ کُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ یَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ ۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِیۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰـهَكَ وَاِلٰـهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾﴾

ح ض ر

حَضَرَ (ن) حُضُوۡرًا: اس کا بنیادی مفہوم ہے کسی شہر میں اقامت پذیر ہونا۔ اس کے ساتھ زیادہ تر دو معنی میں آتا ہے: (۱) کسی جگہ موجود ہونا۔ (۲) کسی کے سامنے ہونا یعنی حاضر ہونا۔ ﴿حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّیۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ﴾ (النساء:۱۸) ''یہاں تک کہ جب سامنے آئے ان کے ایک کے موت' تو وہ کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں اب۔''

حَاضِرٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ موجود' حاضر۔ ﴿وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا﴾ (الکہف:۴۹) ''اور وہ لوگ پائیں گے اس کو جو انہوں نے عمل کئے' سامنے موجود۔''

حَاضِرَةٌ: یہ صفت حَاضِرٌ کی مؤنث بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں کوئی بستی۔ کوئی شہر۔ ﴿اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً﴾ (البقرۃ:۲۸۲) ''سوائے اس کے کہ وہ ہو کوئی حاضر تجارت۔'' ﴿وَسۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِیۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ﴾ (الاعراف:۱۶۳) ''اور ان سے پوچھو اس بستی کے بارے میں جو تھی سمندر کی بستی یعنی سمندر کے کنارے۔''

اَحۡضَرَ (افعال) اِحۡضَارًا: کسی کو کسی کے سامنے لانا' حاضر کرنا۔ ﴿عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ﴿ؕ۱۴﴾﴾ (التکویر) ''جان لے گی ہر جان اس کو جو اس نے حاضر کیا۔''

مُحۡضَرٌ (اسم المفعول): حاضر کیا ہوا۔ ﴿یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا﴾ (آل عمران:۳۰) ''اس دن پائے گی ہر ایک جان اس کو جو اس نے عمل کیا کسی نیکی میں سے' حاضر کیا ہوا۔''

اِحۡتَضَرَ (افتعال) اِحۡتِضَارًا: اہتمام سے سامنے کرنا' یعنی باری باری سامنے کرنا۔

مُحۡتَضَرٌ (اسم المفعول): سامنے کیا ہوا۔ ﴿وَنَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ﴿۲۸﴾﴾ (القمر) ''اور ان کو خبر دو کہ پانی بانٹا ہے ان کے مابین' پینے کی باری پر ہر ایک سامنے کیا ہوا ہے۔''

ترکیب :''کُنْتُمْ'' کا اسم اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے اور ''شُھَدَآءَ'' اس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''حَضَرَ'' کا مفعول ''یَعْقُوْبَ'' ہے اور فاعل ''الْمَوْتُ'' ہے۔ ''مَا'' استفہامیہ مبتدأ ، ''تَعْبُدُوْنَ'' خبر اور ''مِنْ بَعْدِیْ'' متعلق خبر ہے۔ ''نَعْبُدُ'' کا مفعول ''اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَائِکَ'' ہے۔ اس میں ''اٰبَائِکَ'' کا بدل ''اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ'' ہیں اور ''اِلٰہَ'' کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہیں۔ جبکہ ''اِلٰھًا وَّاحِدًا'' لفظ ''اِلٰہَ'' کا بدل ہے۔

<u>ترجمہ</u>

اَمْ کُنْتُمْ : یا تم لوگ	شُھَدَآءَ : موقع پر موجود تھے
اِذْ حَضَرَ : جب سامنے آئی	یَعْقُوْبَ : یعقوبؑ کے
الْمَوْتُ : موت	اِذْ قَالَ : جب انہوں نے کہا
لِبَنِیْہِ : اپنے بیٹوں سے	مَا : کس کی
تَعْبُدُوْنَ : تم لوگ عبادت کرو گے	مِنْ بَعْدِیْ : میرے بعد
قَالُوْا : ان لوگوں نے کہا	نَعْبُدُ : ہم لوگ عبادت کریں گے
اِلٰھَکَ : آپ کے الٰہ کی	وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ : اور آپ کے آباء کے الٰہ کی
اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ : ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ (کے الٰہ کی)	اِلٰھًا وَّاحِدًا : جو کہ واحد الٰہ ہے
وَنَحْنُ لَہٗ : اور ہم لوگ اس کی ہی	مُسْلِمُوْنَ : فرمانبرداری کرنے والے ہیں

آیت ۱۳۴

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

ترکیب :''تِلْکَ'' مبتدأ جبکہ ''اُمَّۃٌ'' خبر ہے اور نکرہ موصوفہ ہے۔ ''قَدْ خَلَتْ'' اس کی صفت ہے۔ ''مَا'' موصولہ ہے اور ''کَسَبَتْ'' اس کا صلہ ہے۔ صلہ موصول مل کر مبتدأ ہیں۔ اس کی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے اور ''لَھَا'' قائم مقام خبر مقدم ہوتی ہے۔ ''تُسْئَلُوْنَ'' مضارع مجہول ہے اور اس کا نائب الفاعل اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ: وہ	اُمَّةٌ: ایک امت ہے جو
قَدْ خَلَتْ: گزر چکی ہے	لَهَا: اس کے لئے ہی ہے
مَا كَسَبَتْ: وہ جو اس نے کمایا	وَلَكُمْ: اور تم لوگوں کے لئے ہی ہے
مَّا كَسَبْتُمْ: وہ جو تم لوگوں نے کمایا	وَلَا تُسْئَلُوْنَ: اور تم لوگوں سے نہیں پوچھا جائے گا
عَمَّا: اس کے بارے میں جو	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: وہ لوگ کیا کرتے تھے

نوٹ (۱): یہ بات تو ہم لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے نیک اعمال کے ثواب میں اور برے اعمال کے گناہ میں ہمارے آباء واجداد کا خصوصاً والدین کا ایک حصّہ ہوتا ہے۔ لیکن اس آیت کے حوالہ سے اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ آباء واجداد کی نیکیوں کے ثواب میں اور ان کی برائیوں کے گناہ میں ہم لوگوں کا یعنی اولاد کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

آیت ۱۳۵

﴿وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾﴾

ح ن ف

حَنَفَ (ک) حَنَافَةً: (۱) ٹیڑھے پیر والا ہونا (ٹیڑھا پیر کسی طرف نہیں مڑتا اور ہمیشہ ایک رخ پر ہوتا ہے)۔ (۲) ہر طرف سے کٹ کر کسی ایک سمت میں یکسو ہونا۔

حَنِيْفٌ ج حُنَفَاءَ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں یکسو۔ ﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا﴾ (الانعام:۷۹) ''بیشک میں نے متوجہ کیا اپنے چہرے کو اس کے لئے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو' یکسو ہوتے ہوئے۔'' ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ (البينة:۵) ''اور ان لوگوں کو حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ وہ لوگ عبادت کریں اللہ کی' خالص کرنے والا ہوتے ہوئے اس کے لئے نظامِ حیات کو' یکسو ہوتے ہوئے۔''

ش ر ك

شَرِكَ (س) شَرِكًا: کسی چیز یا کام میں کسی کا ساجھی ہونا۔ حصہ دار ہونا۔

شِرْكٌ (اسم ذات): حصہ، ساجھا، شرکت۔ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ (فاطر:۴۰) ''تم لوگ دکھاؤ مجھ کو کیا تخلیق کیا ان لوگوں نے زمین میں یا ان کے لئے ہے کوئی ساجھا آسمان میں؟''

شَرِیْكٌ ج شُرَکَآءُ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں حصہ دار۔ ساجھے دار۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ (الفرقان:۲) ''اور ہے ہی نہیں اس کے لئے کوئی ساجھے دار بادشاہت میں۔'' فَاِنْ کَانُوْا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَھُمْ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ (النساء:۱۲) ''پس اگر وہ لوگ اس سے زیادہ ہیں تو وہ لوگ حصہ دار ہیں تہائی میں۔''

اَشْرَكَ (افعال) اِشْرَاکًا: کسی کو کسی کا حصہ دار یا ساجھی بنانا یا قرار دینا۔ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّیْ اَحَدًا (الکہف:۳۸) ''اور میں ساجھی قرار نہیں دیتا اپنے ربّ کے ساتھ کسی ایک کو۔''

شِرْكٌ: یہ ثلاثی مجرد میں اسم ذات بھی ہے اور بابِ افعال کے مصدر کے طور پر بھی آتا ہے۔ البتہ باب افعال میں اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنے کے معنی میں مخصوص ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان:۱۳) ''بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک قرار دینا ایک عظیم ظلم ہے''۔

اَشْرِكْ (فعل امر): تو ساجھی بنا، تو حصہ دار بنا۔ وَاَشْرِکْهُ فِیْ اَمْرِیْ (طٰہٰ) ''اور تو ساجھی بنا اس کو میرے کام میں۔''

مُشْرِكٌ (اسم الفاعل): ساجھی بنانے والا، شرک کرنے والا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ:۲۸) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ شرک کرنے والے پلید ہیں۔''

شَارَكَ (مفاعلہ) مُشَارَکَۃٌ: باہم ایک دوسرے کا حصہ دار بننا۔ شریک ہونا۔

شَارِكْ (فعل امر): تو حصہ دار بن، شریک ہو۔ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (بنی اسرائیل ۶۴) ''اور تو شریک ہو ان کے ساتھ مال میں اور اولاد میں۔''

اِشْتَرَكَ (افتعال) اِشْتِرَاکًا: اہتمام سے شریک ہونا۔

مُشْتَرِكٌ (اسم الفاعل): شریک ہونے والا۔ فَاِنَّھُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ (الصّٰفّٰت) ''پس یقیناً وہ لوگ اس دن عذاب میں شریک ہونے والے ہیں۔''

ترکیب ''کُوْنُوْا'' کَانَ کا فعل امر ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر

ہے اور"ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی" اس کی خبر ہے۔"تَھْتَدُوْا" جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔"بَلْ" سے پہلے "کَلَّا" محذوف ہے۔"مِلَّۃَ اِبْرٰھٖمَ" مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف"مِلَّۃَ" کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی محذوف فعل کا مفعول ہے' جو"نَتَّبِعُ" یا"اِتَّبِعُوْا" ہوسکتا ہے۔"حَنِیْفًا" کا"اِبْرٰھٖم" سے حال ہونا قیاساً ضعیف ہے' کیونکہ ابراہیم مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ سے حال ہونا قلیل الاستعمال ہے۔ لہٰذا یا تو"اِتَّبِعُوْا" یا"نَتَّبِعُ" فعل محذوف کی ضمیر فاعلی سے حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور یا فعل محذوف"اعنی" کا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔"مَا کَانَ" میں"کَانَ" کا اسم اس میں شامل"ھُوَ" کی ضمیر ہے جو ابراہیمؑ کے لئے ہے۔"مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" کان کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَقَالُوْا : اور ان لوگوں نے کہا	تَکُوْنُوْا : تم لوگ ہو جاؤ
ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی : یہودی یا عیسائی	تَھْتَدُوْا : تو تم لوگ ہدایت پاؤ گے
قُلْ : آپؐ کہئے	بَلْ : (ہرگز نہیں) بلکہ
مِلَّۃَ اِبْرٰھٖمَ : (پیروی کرو) ابراہیمؑ کے دین کی	حَنِیْفًا : یکسو ہوتے ہوئے
وَمَا کَانَ : اور وہ نہیں تھے	مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ: شرک کرنے والوں میں سے

نوٹ (۱) : اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاہے یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ' ہدایت پاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ یہودی ہو گے تو ہدایت پاؤ گے اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائی ہو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ دونوں کے اقوال کو یہاں یکجا نقل کیا گیا ہے۔

آیت ۱۳۶

﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۖ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾﴾

س ب ط

سَبِطَ (س) سَبَطًا : بالوں کا سیدھا اور دراز ہونا۔

شِرْكٌ (اسم ذات): حصہ' ساجھا' شرکت۔ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ (فاطر:۴۰) ''تم لوگ دکھاؤ مجھ کو کیا تخلیق کیا ان لوگوں نے زمین میں یا ان کے لئے ہے کوئی ساجھا آسمان میں؟''

شَرِيْكٌ ج شُرَكَاءُ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں حصہ دار۔ ساجھے دار۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ (الفرقان:۲) ''اور ہے ہی نہیں اس کے لئے کوئی ساجھے دار بادشاہت میں۔'' فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِی الثُّلُثِ (النساء:۱۲) ''پس اگر وہ لوگ اس سے زیادہ ہیں تو وہ لوگ حصہ دار ہیں تہائی میں۔''

اَشْرَكَ (افعال) اِشْرَاكًا: کسی کو کسی کا حصہ دار یا ساجھی بنانا یا قرار دینا۔ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّیْ اَحَدًا (الکہف:۳۸) ''اور میں ساجھی قرار نہیں دیتا اپنے ربّ کے ساتھ کسی ایک کو۔''

شِرْكٌ: یہ ثلاثی مجرد میں اسم ذات بھی ہے اور بابِ افعال کے مصدر کے طور پر بھی آتا ہے۔ البتہ بابِ افعال میں اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنے کے معنی میں مخصوص ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:۱۳) ''بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک قرار دینا ایک عظیم ظلم ہے''۔

اَشْرِكْ (فعل امر): تو ساجھی بنا' تو حصہ دار بنا۔ وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ (طٰہٰ) ''اور تو ساجھی بنا اس کو میرے کام میں۔''

مُشْرِكٌ (اسم الفاعل): ساجھی بنانے والا' شرک کرنے والا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ:۲۸) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ شرک کرنے والے پلید ہیں۔''

شَارَكَ (مفاعلہ) مُشَارَكَةً: باہم ایک دوسرے کا حصہ دار بننا۔ شریک ہونا۔

شَارِكْ (فعل امر): تو حصہ دار بن' شریک ہو۔ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (بنی اسرائیل ۶۴) ''اور تو شریک ہو ان کے ساتھ مال میں اور اولاد میں۔''

اِشْتَرَكَ (افتعال) اِشْتِرَاكًا: اہتمام سے شریک ہونا۔

مُشْتَرِكٌ (اسم الفاعل) شریک ہونے والا۔ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ (الصّٰفّٰت) ''پس یقیناً وہ لوگ اس دن عذاب میں شریک ہونے والے ہیں۔''

ترکیب ''كُوْنُوْا'' كَانَ کا فعل امر ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر

ہے اور ''هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی'' اس کی خبر ہے۔ ''تَهْتَدُوْا'' جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ''بَلْ'' سے پہلے ''كَلَّا'' محذوف ہے۔ ''مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ'' مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف ''مِلَّةَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی محذوف فعل کا مفعول ہے' جو ''نَتَّبِعُ'' یا ''اِتَّبِعُوْا'' ہو سکتا ہے۔ ''حَنِيْفًا'' کا ''اِبْرٰهٖمَ'' سے حال ہونا قیاساً ضعیف ہے' کیونکہ ابراہیم مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ سے حال ہونا قلیل الاستعمال ہے۔ لہٰذا یا تو ''اِتَّبِعُوْا'' یا ''نَتَّبِعُ'' فعل محذوف کی ضمیر فاعلی سے حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور یا فعل محذوف ''اعنی'' کا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ ''مَا كَانَ'' میں ''كَانَ'' کا اسم اس میں شامل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ابراہیمؑ کے لئے ہے۔ ''مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ'' كَانَ کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَقَالُوْا : اور ان لوگوں نے کہا	كُوْنُوْا : تم لوگ ہو جاؤ
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی : یہودی یا عیسائی	تَهْتَدُوْا : تو تم لوگ ہدایت پاؤ گے
قُلْ : آپؐ کہئے	بَلْ : (ہرگز نہیں) بلکہ
مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ : (پیروی کرو) ابراہیمؑ کے دین کی	حَنِيْفًا : یکسو ہوتے ہوئے
وَمَا كَانَ : اور وہ نہیں تھے	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ : شرک کرنے والوں میں سے

نوٹ (۱) : اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاہے یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ' ہدایت پاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ یہودی ہو گے تو ہدایت پاؤ گے اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائی ہو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ دونوں کے اقوال کو یہاں یکجا نقل کیا گیا ہے۔

آیت ۱۳۶

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

س ب ط

سَبِطَ (س) سَبَطًا : بالوں کا سیدھا اور دراز ہونا۔

سِبْطٌ ج اَسْبَاطٌ : اولاد کی اولادیں یعنی پوتے' نواسے اور ان کی اولاد۔ نسل۔

(آیت زیرِ مطالعہ)

ترکیب : ''قُوْلُوْا'' فعل امر ہے۔ ''اٰمَنَّا بِاللّٰہِ'' میں لفظ اللہ پر جو حرف جارہ ''بِ'' ہے' یہ آگے چاروں جگہ لفظ ''مَا'' سے پہلے محذوف ہے' یعنی وہ دراصل ''بِمَا'' ہیں۔ ''اِبْرٰھٖمَ'' سے لے کر ''وَالْاَسْبَاطِ'' تک تمام الفاظ ''اِلٰی'' کے زیر اثر حالتِ جر میں ہیں۔ ''اُوْتِیَ'' باب افعال کا ماضی مجہول ہے۔ ''مُوْسٰی' عِیْسٰی'' اور ''النَّبِیُّوْنَ'' اس کے نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہیں۔ ''نَحْنُ'' مبتدأ' ''مُسْلِمُوْنَ'' خبر اور ''لَهٗ'' متعلق خبر مقدم ہے تاکید کے لئے۔ ''لَهٗ'' میں ''هٗ'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

ترجمہ

قُوْلُوْآ : تم لوگ کہو

اٰمَنَّا : ہم لوگ ایمان لائے

بِاللّٰہِ : اللہ پر

وَمَآ : اور اس پر جو

اُنْزِلَ : اتارا گیا

اِلَیْنَا : ہماری طرف

وَمَآ : اور اس پر جو

اُنْزِلَ : اتارا گیا

اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ : ابراہیمؑ کی طرف

وَاِسْمٰعِیْلَ : اور اسمٰعیلؑ کی طرف

وَاِسْحٰقَ : اور اسحاقؑ کی طرف

وَیَعْقُوْبَ : اور یعقوبؑ کی طرف

وَالْاَسْبَاطِ : اور ان کی نسل کی طرف

وَمَآ : اور اس پر جو

اُوْتِیَ مُوْسٰی : دیا گیا موسیٰؑ کو

وَعِیْسٰی : اور عیسیٰؑ کو

وَمَآ : اور اس پر جو

اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ : دیا گیا انبیاءؑ کو

مِنْ رَّبِّھِمْ : ان کے رب کی جانب سے

لَا نُفَرِّقُ : ہم فرق نہیں کرتے

بَیْنَ اَحَدٍ : کسی ایک کے مابین

مِّنْھُمْ : ان میں سے

وَنَحْنُ لَهٗ : اور ہم اس کے ہی

مُسْلِمُوْنَ : فرمانبردار ہیں

آیت ۱۳۷

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ھُمْ فِیْ

شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

ک ف ی

كَفٰى (ض) كِفَايَةً : (۱) کسی ضرورت کی تکمیل کے لئے دوسروں سے بے نیاز ہونا۔ کافی ہونا (لازم۔ اس مفہوم میں عموماً اس کے فاعل پر ''بَا'' زائدہ آتا ہے' یعنی اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے' جیسے ''مَا'' اور ''لَيْسَ'' کی خبر پر آتا ہے)۔ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾﴾ (النساء) ''اور کافی ہے اللہ بطور مددگار کے''۔ (۲) کسی کو کسی سے بے نیاز کرنا (متعدی۔ اس مفہوم میں اس کے دو مفعول درکار ہوتے ہیں: کس کو بے نیاز کیا اور کس سے بے نیاز کیا۔ اور عموماً دونوں بنفسہ آتے ہیں)۔ ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾﴾ (الحجر) ''بیشک ہم نے بے نیاز کیا آپؐ کو مذاق اڑانے والوں سے''۔

كَافٍ (اسم الفاعل) : کافی ہونے والا' بے نیاز کرنے والا۔ ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (الزمر:۳۶) ''کیا اللہ بے نیاز کرنے والا نہیں ہے اپنے بندے کو؟''

ترکیب : ''فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ'' شرط ہے اور ''فَقَدِ اهْتَدَوْا'' جوابِ شرط ہے۔ اسی طرح ''وَاِنْ تَوَلَّوْا'' شرط ہے اور ''فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ'' جوابِ شرط ہے۔

''اٰمَنُوْا' اِهْتَدَوْا'' اور ''تَوَلَّوْا'' کے فاعل ان میں شامل ''هُمْ'' کی ضمیریں ہیں جو آیت نمبر۔۱۳۵ میں مذکور یہود و نصاریٰ کے لئے ہیں۔ ''بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ''۔ ''بَا'' زائدہ ہے اور مثل مصدر محذوف ''اِيْمَانًا'' کی صفت ہے۔ ''مَا'' مصدریہ ہے اور تقدیرِ عبارت یوں ہے: ''فَاِنْ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا مِثْلَ اِيْمَانِكُمْ''۔ یا ''مِثْل'' زائد ہے اور ''مَا'' بمعنی ''الَّذِيْ'' ہے اور عبارت یوں ہے: ''فَاِنْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ''۔ ''هُمْ'' مبتدأ ہے' اس کی خبر محذوف ہے جو ''قَائِمٌ'' یا ''رَاسِخٌ'' ہو سکتی ہے' جبکہ ''فِيْ شِقَاقٍ'' قائم مقام خبر ہے۔ ''سَيَكْفِيْ'' کا فاعل ''اَللّٰهُ'' ہے۔ اس کا مفعولِ اوّل ''كَ'' کی ضمیر ہے جو حضور ﷺ کے لئے ہے اور مفعول ثانی ''هُمْ'' کی ضمیر ہے جو یہود و نصاریٰ کے لئے ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ اٰمَنُوْا : پس اگر وہ لوگ ایمان لائیں — بِمِثْلِ مَا : اس کے مانند

اٰمَنْتُمْ : تم لوگ ایمان لائے — بِهٖ : جیسے

فَقَدِ اهْتَدَوْا : تو ان لوگوں نے ہدایت پالی — وَاِنْ تَوَلَّوْا : اور اگر وہ لوگ اعراض کریں

فَاِنَّمَا : تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ — هُمْ : وہ لوگ
فِیْ شِقَاقٍ : مخالفت کرنے میں (اَڑے ہوئے) ہیں — فَسَیَکْفِیْکَهُمُ : تو بے نیاز کرے گا آپؐ کو ان سے
اللّٰهُ : اللہ — وَهُوَ : اور وہی
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ : ہر حال میں سننے والا جاننے والا ہے

نوٹ (۱) : آیت ۱۳ میں جو بات ﴿کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ﴾ کے الفاظ میں کہی گئی تھی وہی بات اس آیت میں ﴿بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ کے الفاظ میں کہی گئی ہے۔ اس حوالہ سے یہ بات دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس وہی ایمان مقبول ہے جو صحابۂ کرام ؓ کے ایمان جیسا ہو۔ غیر مستند اور خود ساختہ توہمات پر ایمان لانا نیکی نہیں ہے۔ ان کو قرآن مجید میں ''اَمَانِی'' کہا گیا ہے۔

آیت ۱۳۸

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ﴿۱۳۸﴾﴾

ص ب غ

صَبَغَ (ف) صَبْغًا : کسی پر کوئی رنگ چڑھانا۔ بپتسمہ دینا۔ مذہب میں پختہ کرنا۔
صِبْغَةٌ : مذہب کا رنگ، بپتسمہ کا رنگ، دین (آیت زیر مطالعہ)
صِبْغٌ : سالن یا سرکہ وغیرہ (کیونکہ ان میں پانی پر کوئی رنگ چڑھ جاتا ہے)۔ ﴿تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ﴾ (المؤمنون:۲۰) ''وہ اُگتا ہے چکنائی کے ساتھ اور سالن کے ساتھ کھانوں والوں کے لئے۔''

ترکیب : ''صِبْغَةَ اللّٰهِ'' میں مضاف کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ مرکب اضافی مفعول ہے اور اس کا فعل محذوف ہے جو کہ نَقْبَلُ یا ''اِتَّبِعُوْا'' ہو سکتا ہے۔ یا یہ بدل ہے ''مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ'' سے۔ ''مَنْ'' مبتدأ، ''اَحْسَنُ'' خبر اور ''مِنَ اللّٰهِ'' متعلق خبر ہے، جبکہ ''صِبْغَةً'' ''اَحْسَنُ'' کی تمیز ہے۔ ''نَحْنُ'' مبتدأ اور ''عٰبِدُوْنَ'' خبر ہے، جبکہ متعلق خبر ''لَهٗ'' کو تاکید کے لئے مقدم کیا گیا ہے۔

ترجمہ

صِبْغَةَ اللّٰهِ : (ہم قبول کرتے ہیں) اللہ کے دین کو
وَمَنْ : اور کون
اَحْسَنُ : زیادہ اچھا ہے
مِنَ اللّٰهِ : اللہ سے
صِبْغَةً : بلحاظ دین کے
وَنَحْنُ : اور ہم
لَهٗ : اس کی ہی
عٰبِدُوْنَ : بندگی کرنے والے ہیں

آیت ۱۳۹

﴿قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾﴾

ترکیب : "اَتُحَآجُّوْنَنَا" میں ہمزہ استفہام کا ہے۔ "تُحَآجُّوْنَ" فعل مضارع ہے اور اس کے ساتھ ضمیر مفعولی "نَا" ہے۔ "وَهُوَ رَبُّنَا" کا واو حالیہ ہے۔ "هُوَ" مبتدأ "رَبُّنَا" خبر اوّل اور "رَبُّكُمْ" خبر ثانی ہے۔ "اَعْمَالُنَا" مبتدأ مؤخر ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جبکہ "لَنَا" قائم مقام خبر مقدم ہے۔ "نَحْنُ" مبتدأ "لَهٗ" متعلق خبر مقدم اور اسم الفاعل "مُخْلِصُوْنَ" خبر بھی ہے اور فعل کا کام بھی کر رہا ہے۔ اس کا مفعول "اَعْمَالَنَا" محذوف ہے۔

ترجمہ

قُلْ : کہو
اَتُحَآجُّوْنَنَا : کیا تم لوگ دلیل بازی کرتے ہو ہم سے؟
فِى اللّٰهِ : اللہ (کے بارے) میں
وَهُوَ رَبُّنَا : حالانکہ وہ ہمارا رب ہے
وَرَبُّكُمْ : اور تمہارا رب ہے
وَلَنَآ : اور ہمارے لئے ہی ہیں
اَعْمَالُنَا : ہمارے اعمال
وَلَكُمْ : اور تمہارے لئے ہی ہیں
اَعْمَالُكُمْ : تمہارے اعمال
وَنَحْنُ : اور ہم
لَهٗ : اس کے لئے ہی
مُخْلِصُوْنَ : خالص کرنے والے ہیں (اپنے اعمال کو)

نوٹ (۱) : عمل کو ملاوٹ سے پاک کرنے یعنی خالص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ اللہ

کے سوا کسی سے نہ تو اجر کی توقع کرے اور نہ ہی مدح و ستائش کی خواہش دل میں پیدا ہونے دے۔

''بعض بزرگوں کا قول ہے کہ اخلاص ایک ایسا عمل ہے جس کو نہ تو فرشتے پہچان سکتے ہیں اور نہ شیطان' وہ صرف بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے''۔ (معارف القرآن)

آیت ۱۴۰

﴿اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ﴾

ترکیب: ''اِبۡرٰهٖمَ'' سے لے کر ''وَالۡاَسۡبَاطَ'' تک یہ سب ''اِنَّ'' کا اسم ہے' جبکہ ''اِنَّ'' کی خبر کے طور پر پورا جملہ آیا ہے جو کہ ''كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى'' ہے۔ اس جملہ میں ''كَانُوۡا'' کا اسم اس میں شامل ''هُمۡ'' کی ضمیر ہے جو کہ ''اِبۡرٰهٖمَ'' سے لے کر ''وَالۡاَسۡبَاطَ'' تک سب کے لئے ہے۔ جبکہ اس کی خبر ''هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى'' ہے۔ ''ءَاَنۡتُمۡ'' مبتدأ اور ''اَعۡلَمُ'' خبر ہے۔ ''اَمِ اللّٰهُ'' پھر مبتدأ ہے اور اس کی خبر ''اَعۡلَمُ'' محذوف ہے۔ ''مَنۡ'' استفہامیہ مبتدأ اور ''اَظۡلَمُ'' اس کی خبر ہے۔ ''مِمَّنۡ'' اصل میں ''مِنۡ مَنۡ'' ہے۔ یہ ''مَنۡ'' استفہامیہ بھی مبتدأ ہے اور ''كَتَمَ'' سے لے کر ''مِنَ اللّٰهِ'' تک پورا جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ ''كَتَمَ'' فعل' اس کا فاعل اس میں شامل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنۡ'' کے لئے ہے۔ اس کا مفعول ''شَهَادَةً'' ہے جو نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''كُتُمۡ'' متعدی بہ دو مفعول ہوتا ہے' دوسرا مفعول محذوف ہے اور عبارت یوں ہے: ''كَتَمَ النَّاسُ شَهَادَةً'' اور ''عِنۡدَهٗ'' اور ''مِنَ اللّٰهِ'' یہ دونوں ''شَهَادَةً'' کی صفات ہیں۔ جبکہ ''عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ'' اس کی خصوصیت ہے۔ لفظ ''اَللّٰهُ'' مَا نافیہ کا اسم ہے اور ''بِغَافِلٍ'' اس کی خبر ہے۔ جبکہ ''عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ'' متعلق خبر ہے۔ ''عَمَّا'' دراصل ''عَنۡ مَا'' ہے۔

ترجمہ

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ: یا تم لوگ کہتے ہو کہ

اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ: ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولادیں'

کے سوا کسی سے نہ تو اجر کی توقع کرے اور نہ ہی مدح وستائش کی خواہش دل میں پیدا ہونے دے۔

''بعض بزرگوں کا قول ہے کہ اخلاص ایک ایسا عمل ہے جس کو نہ تو فرشتے پہچان سکتے ہیں اور نہ شیطان' وہ صرف بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے''۔ (معارف القرآن)

آیت ۱۴۰

﴿اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

ترکیب: ''اِبْرٰهٖمَ'' سے لے کر ''وَالْاَسْبَاطَ'' تک یہ سب ''اِنَّ'' کا اسم ہے' جبکہ ''اِنَّ'' کی خبر کے طور پر پورا جملہ آیا ہے جو کہ ''كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى'' ہے۔ اس جملہ میں ''كَانُوْا'' کا اسم اس میں شامل ''هُمْ'' کی ضمیر ہے جو کہ ''اِبْرٰهٖمَ'' سے لے کر ''وَالْاَسْبَاطَ'' تک سب کے لئے ہے۔ جبکہ اس کی خبر ''هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى'' ہے۔ ''ءَاَنْتُمْ'' مبتدأ اور ''اَعْلَمُ'' خبر ہے۔ ''اَمِ اللّٰهُ'' پھر مبتدأ ہے اور اس کی خبر ''اَعْلَمُ'' محذوف ہے۔ ''مَنْ'' استفہامیہ مبتدأ اور ''اَظْلَمُ'' اس کی خبر ہے۔ ''مِمَّنْ'' اصل میں ''مِنْ مَنْ'' ہے۔ یہ ''مَنْ'' استفہامیہ بھی مبتدأ ہے اور ''كَتَمَ'' سے لے کر ''مِنَ اللّٰهِ'' تک پورا جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ ''كَتَمَ'' فعل' اس کا فاعل اس میں شامل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنْ'' کے لئے ہے۔ اس کا مفعول ''شَهَادَةً'' ہے جو نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''كُتُمٌ'' متعدی بہ دو مفعول ہوتا ہے' دوسرا مفعول محذوف ہے اور عبارت یوں ہے: ''كَتَمَ النَّاسُ شَهَادَةً'' اور ''عِنْدَهٗ'' اور ''مِنَ اللّٰهِ'' یہ دونوں ''شَهَادَةً'' کی صفات ہیں۔ جبکہ ''عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ'' اس کی خصوصیت ہے۔ لفظ ''اَللّٰهُ'' مَا نافیہ کا اسم ہے اور ''بِغَافِلٍ'' اس کی خبر ہے۔ جبکہ ''عَمَّا تَعْمَلُوْنَ'' متعلق خبر ہے۔ ''عَمَّا'' دراصل ''عَنْ مَا'' ہے۔

ترجمہ

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ : یا تم لوگ کہتے ہو کہ

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ: ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولادیں'